منشی پریم: حیات اور ادبی کارنامے

منشی پریم اردو اور ہندی دونوں زبانوں کے مشہور افسانہ نگار تھے۔ وہ ۱۸۸۰ میں بنارس کے قریب ایک گاؤں لمہی میں پیدا ہوئے۔ اور ۱۹۳۶ء میں وفات پائی۔ ان کا گھریلو نام دھنپت رائے تھا۔ ان کا تعلق ایک کائستھ گھرانے سے تھا جس کے پاس زمین جائیدا بہت زیادہ تھی۔ ان کے والد عجائب رائے پوسٹ آفس میں کلرک تھے۔ اور ان کے دادا پٹواری تھے۔ وہ سات سال کی عمر میں تعلیم کی طرف متوجہ ہوئے۔ انھوں نے گاؤں کے قریب ہی ایک مدرسے میں تعلیم حاصل کی اور مدرسہ کے ایک مولوی نے ان کی اس زمانے کے مطابق اردو اور فارسی پڑھائی۔

آٹھ سال کی عمر میں ماں کا انتقال ہو گیا اور ۱۷ سال کی عمر میں والدا کا سایہ بھی سر سے اٹھ گیا۔ دادی نے ان کی پرورش و پرداخت میں حصہ لیا۔ نویں درجے میں ہی گھر کی ساری ذمہ داری ان پر آن پڑی، اس لیے ابتدا میں انھوں نے ٹیوشن بھی پڑھایا۔ انھوں نے ایک اسکول میں بھی تدریسی خدمات انجام دی۔ انھوں نے ایک بیوہ شیوانی سے شادی کی تھی۔

منشی پریم چند ایک ترقی پسند قلم کار تھے، بلکہ ترقی پسند تحریک کے بانیوں میں شمار ہوتے تھے، ترقی پسند تحریک کے منشور سازی کے عمل میں ان کے افکار کو کلیدی اہمیت حاصل تھی۔ انھوں نے ناول بھی لکھے، ڈرامے بھی تحریر کیے اور افسانے بھی۔ صحافتی مضامین بھی لکھے اور فلمی دنیا میں بھی قسمت آزمائی۔ انھوں نے دوسری زبانوں سے ترجمے بھی اور اردو کے سرمایے میں اضافہ کیا۔ ان کے افسانوں کی تعداد تین سو سے اوپر ہے، جب ایک درجن سے زائد ناول لکھ کر انھوں نے ناول نگاری کی دنیا میں اپنی شناخت قائم کی۔ ان کا پہلا افسانوی مجموعہ سوز وطن تھا، جو ۱۹۰۷ میں شائع ہوا تھا، مگر اس موجودہ حاکمان وقت کو ہدف بنایا گیا اور انگریزی سرکار کے طریقۂ حکمرانی کو تنقید کا نشانہ بنایا گیا تھا، اس لیے اس مجموعہ کو انگریز حکومت نے ضبط کر لیا تھا۔ وہ ابتدا میں نواب رائے کے نام سے لکھتے تھے، پھر منشی پریم چند کے نام سے لکھنے لگے۔ وہ کان پور رہے، ممبئی گئے اور گورکھ پور میں قیام کیا اور ہر جگہ اپنی تصنیفی اور تالیفی سرگرمی جاری رکھی اور چھپتے رہے۔

پریم چند گاندھی جی اور ان کے طرز فکر سے بہت متاثر تھے۔ ان کی تحریروں میں دیہی مسائل اور سماجی زندگی کو مرکزیت حاصل ہے۔ انھوں نے اپنی تحریروں میں سماجی میں ہونے والے اونچ نیچ، مذہبی جبر اور طبقاتی تفریق کے خلاف آواز اٹھائی ہے اور جو لوگ سماج میں دبے کچلے ہوئے ہیں، پسماندگی کی چکی میں پس رہے ہیں، جو غریب اور مزدور زمین داروں اور ساہوکاروں کے مظالم کا شکار ہیں، انھیں تخلیقی پیکر عطا کیا ہے۔ انھوں نے دلتوں کی آواز کو تحریری شکل عطا کی، وہ بدعنوانی اور کرپشن کے خلاف سینہ سپر رہے۔ انھوں نے کسانوں، مزدوروں، مظلوموں، بے کسوں، عورتوں پر ظلم وتشدد، جہیز، اور دوسری سماجی رسوم کے خلاف تحریریں لکھیں، وہ ایک مصلح کے طور پر بھی مشہور رہے۔ ان کی بیش تر تحریروں میں انھی مسائل کی باز گشت سنائی دے گی۔ انھوں نے بہت ہی آسان زبان میں ان مسائل کو اپنی تحریروں میں ڈھالا ہے۔ رواں اور آسان زبان پریم چند کی نمایاں شناخت ہے، یہی وجہ ہے کہ ہر طبقے میں محبوب رہے اور ان کی کتابوں اور تحریروں کے قارئین کی تعداد بہت زیادہ رہی۔

ان کا رسالہ ہنس بہت مشہور ہے، جو ۱۹۳۰ء میں انھوں نے نکالا تھا۔ جاگرن کے نام سے بھی ایک اخبار کا اجرا کیا تھا۔ ان کے چند مشہور اردو ناول یہ ہیں۔ اسرار معابد، یہ ان کا پہلا ناول ہے۔ ہم خرما و ہم ثواب، بازار حسن، گوشۂ عافیت، گئو دان، چوگان ہستی، نرملا، پردۂ مجاز، غبن اور میدان عمل۔ پریم پچیسی، پریم بتیسی، آخری تحفہ، زادراہ اور واردات ان کے افسانوے مجموعے ہیں۔ عیدگاہ اور کفن ان کے بہت مشہور افسانے ہیں، جو ہماری درس گاہوں میں شامل نصاب ہیں۔

ان کو زندگی میں بہت سے انعامات والقابات سے نوازا گیا۔ انھیں ناول سمراٹ کا اعزاز بھی عطا کیا گیا۔

DR ABRAR AHMAD

DEPARTMENT OF URDU, BM COLLEGE RAHIKA MADHUBANI

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.